www.KitaboSunnat.com

ثریا بتول ایم اے

موجودہ نظام تعلیم اور دینی تعلیم کی بڑھتی ہوئی اہمیت

ایک موازنہ، ایک جائزہ

تعلیم کی اہمیت و افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ تعلیم نہ صرف انسان کو مہذب بناتی اور اس کے اخلاق و کردار کو سنوارتی ہے بلکہ زندگی کے دشوار گزار اور پرپیچ راستوں پر چلنے کے لیے اس کے اندر حوصلہ اور جرأت بھی پیدا کرتی ہے۔ یہ انسان کو احساس سود و زیاں عطا کرتی اور کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرنے کا شعور بخشتی ہے۔ انسان جس قسم کی تعلیم حاصل کرتا ہے، اس کی سیرت و کردار پر اسی قسم کے نقوش پختہ اور مرتسم ہو جاتے ہیں۔ اور پھر انہی نقوش کے مطابق وہ اپنی زیست کی گاڑی کو رواں دواں رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سے پون صدی قبل بچوں کو ابتدائی تعلیم ہمیشہ مسجدوں سے متصل مکتبوں میں دی جاتی تھی جہاں انہیں سب سے پہلے قرآن مجید ناظرہ کی تعلیم دی جاتی تھی تاکہ ان کے مستقبل کی پوری عمارت قرآن مجید کی پاکیزہ تعلیم کی اساس پر تعمیر ہو۔

یہ وہ وقت تھا کہ تعلیم کے متعلق اہلِ اسلام میں دینی اور دنیوی کا امتیاز نہ تھا۔ ایک عالم آدمی کے لیے قرآن مجید ناظرہ کے علاوہ نوشت و خواند اور ابتدائی حساب میں مہارت نیز توحید و رسالت پر مبنی بنیادی عقائد، نماز اور روزہ جیسی بنیادی عبادتوں سے واقفیت اور عربی یا فارسی کی آسان ادبی کتابیں پڑھنے کو کافی سمجھا جاتا تھا۔ اس کے بعد جو شخص مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتا وہ بڑے مدارس میں جا کر تفسیر، حدیث، فقہ، طب، ہیئت اور فلسفہ پر مشتمل نصابی کتب پڑھتا اور یہی اس دور کی مکمل تعلیم تھی۔ یہ لوگ دینی تعلیم اور دنیاوی تعلیم کی اصطلاح سے واقف تھے نہ ان کے ہاں دین اور دنیا میں کوئی امتیاز تھا۔

موجودہ نظام تعلیم خرابیوں کی جڑ ہے

لیکن جب سے انگریزی نظامِ تعلیم ہمارے ملک میں رائج ہوا، ہمارے دین اور دنیا، روح اور جسم اور مذہب اور سیاست میں امتیاز پیدا ہو گیا اور جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ یہ امتیاز بڑھتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا اور نوبت بہ ایں جا رسید کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو نہ صرف تنگ نظر ملا کہہ کر انہیں تضحیک کا نشانہ بنایا گیا بلکہ حصولِ معاش کے سلسلہ میں بھی انہیں اس قدر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا کہ باعزت طریقے سے زندگی گزارنا ان کے لیے مشکل ہو گیا جبکہ تمام اعلیٰ عہدے، مناصب، کاروبار اور جاہ و حشم وغیرہ دنیوی تعلیم یافتہ لوگوں کے لیے مخصوص ہو گئے ——— دراصل یہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی۔ مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ تھا کہ دنیا زندگی گزارنے کا نام ہے اور دین ان قواعد و ضوابط کا نام ہے جن کے تحت زندگی بسر کی جائے۔ گویا اس طرح ان کی دنیا دین (خدائی ہدایت) کے تابع تھی اور اسی چیز سے انگریز کو چڑ تھی کیونکہ یہی چیز مسلمانوں کو ذہنی اور جسمانی طور پر غلام بنانے میں ان کے آڑے آتی تھی۔ لہذا انگریز کی اسلام دشمنی نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کو پامال کرنا ضروری خیال کیا۔ چنانچہ جہاں اس نے علمائے دین کو نفرت و حقارت کا نشانہ بنانے کا سامان کیا اور ان کی معاشی حیثیت کو مفلوج کر کے رکھ دیا وہاں سے دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والوں کو مناصب اور عہدوں کی رشوت پیش کر کے انہیں دین سے قطعی طور پر بیگانہ بنا دیا جس کا نتیجہ ان کے حق میں خاطر خواہ برآمد ہوا۔ اور آج ہماری قوم اپنی تمام تر مذہبی پابندیوں سے بے نیاز ہو کر ایک طویل معاشی تگ و دو میں مصروف ہے۔ ہر کوئی مال و دولت کے حصول میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا ہے۔ خواہ اس کے لیے اسے رشوت، غبن، چوری، ڈاکہ، سمگلنگ، چور بازاری، سٹہ بازی، دغا و فریب اور دجل و جعل سازی جیسے شنیع افعال کا مرتکب ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔ گویا کثرتِ جرائم کا پلندہ بھی بالواسطہ طور پر اسی غلط تعلیم سے جا ملتا ہے جو انگریز کی درآمد شدہ تھی۔

دوسرا بڑا نقصان جو انگریزی تعلیم سے قوم کو پہنچا وہ یہ تھا کہ یہ تعلیم اپنے پیچھے اپنی پوری تہذیب لے کر آئی جس نے جدید تعلیم یافتہ طبقے کو مکمل طور پر فرنگیت زدہ بنا دیا۔ ان میں ہر قسم کی اخلاقی برائی کو فروغ دیا۔ عریانی اور فحاشی حد سے بڑھ گئی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ تہذیب وقتاً فوقتاً مسلمانوں کو کفر و الحاد کے انجکشن بھی دیتی رہی بلکہ اسلام سے برگشتہ و منحرف کرنے کے لیے شعائرِ اسلامی کا تمسخر اڑایا گیا اور اسلام کو نہایت مکروہ اور گھناؤنی شکل میں پیش کیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان اسلامی تہذیب و اقدار اور اپنے اسلاف کی روایات سے باغی ہو کر ذہنی اور عملی طور پر انگریز کے غلام بن گئے اور اس طرح انگریز کا وہ مقصد پورا ہو گیا جس کے لیے وہ کوشاں تھا۔ اس طرح اس نے اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلیبی شکستوں اور محکومیوں کا بھرپور انتقام لیا اور سادہ لوح مسلمان اس کے دامِ فریب میں کچھ اس طرح سے الجھ گیا کہ اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی مفلوج ہو گئیں اور وہ اس سے آزادی پانے کے لیے بھی اسی فریب کا سہارا لینے لگا جس کا وہ شکار ہوا تھا لیکن آزادی پانے کی بجائے اس جال میں اور ہی الجھتا گیا۔

ہمارا مقصد تعلیم کو سبّ و شتم کرنا نہیں لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کسی قوم کا نظامِ تعلیم ہی اس کی تہذیب و تمدن کا صحیح آئینہ دار ہوتا ہے اور چونکہ ہماری موجودہ تعلیم کا ڈھانچہ بے خدا تہذیب کے پجاریوں کے ہاتھوں وضع ہوا تھا اس لیے اس کا یہاں اپنے تمام برگ و بار کے ساتھ آنا ضروری تھا جس کا نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہماری درسگاہوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج شدہ نظامِ تعلیم ہمارے لیے زہرِ ہلاہل ثابت ہو رہا ہے جو طلبہ کو نہ صرف دین سے برگشتہ کرتا رہتا ہے بلکہ انجام کار طلباء کو ملحد بنا کر چھوڑتا ہے کیونکہ اکثر و بیشتر نصابی اور امدادی کتب غیر مسلم مصنفین اور ان کے مولدین[1] کی مرتّبہ ہوتی ہیں جنہیں دین سے کوئی مس نہیں ہوتا۔ اور اسلامی افکار و اخلاق سے بھی وہ بالکل کورے ہوتے ہیں۔ اندریں حالات جدید تعلیم یافتہ طبقے کے بیشتر افراد اگر اکھڑ مزاج، بے ادب، منہ پھٹے ترش رُو، آزاد رَو اور اساتذہ اور والدین سے گستاخی سے پیش آنے والے نیز متکلّف اور تصنّع پر مرٹنے والے، فیشن کے پجاری، اقربا اور اعزہ کو ٹھکرانے والے اور اپنے دوستوں میں اپنی ناک رکھنے کی خاطر اپنے غریب رشتہ داروں بلکہ غریب والدین تک کو نظر انداز کرنے والے ہیں تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔

مزید برآں اگر انسان کے سامنے کوئی واضح نصب العین موجود ہو تو وہ اپنے مقصد کو پا لینے کے لیے تن دہی سے کام کرتا ہے اور ثمرِ کامیابی چکھنے کے لیے اسی قسم کے اطوار و عادات کی نعمت سے بھی مالا مال ہو جاتا ہے ---- جو کسی معاشرہ کی خوش حالی کی ضامن ہوتے ہیں لیکن ہماری تعلیم مقصدیت سے عاری ہے اور جب منزل ہی متعین نہ ہو گی تو اس کو پانے یا نہ پانے کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے اور اس سلسلہ میں محنت و کوشش چہ معنی دارد؟

افسوس ہے کہ ہم نے صحیح مقصد اور منزل سے صرفِ نظر کر کے صرف ایک سفلی مقصد ہی سامنے رکھا اور وہ ہے حصولِ معاش۔ لیکن موجودہ تعلیم معاشی تحفظ دینے میں بھی تو ناکام ہو چکی ہے۔ چنانچہ فی الوقت

---

[1] ان کی معنوی اولاد اور ان کے تربیت یافتہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جتنی بے روزگاری تعلیم یافتہ طبقے میں ہے شاید ہی کسی طبقے میں موجود ہو۔ رہی یہ بات کہ موجودہ تعلیم سے تربیت سازی کا کام لیا جا سکے۔ لیکن یہ چیز دین و اخلاق کی مرہونِ منّت ہے اور جہاں مقصدِ تعلیم مادی فوائد کا حصول ہو، قطع نظر اس کے کہ یہ حاصل ہوتا ہے یا نہیں۔ وہاں روحانی قدروں کا کیا کام اور تربیت سازی ہو تو کیونکر؟ بلکہ ایسی تعلیم تو روح کی موت ہوتی ہے۔ اسی لیے اکبرؔ مرحوم نے کہا تھا

؎ یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی!

موجودہ دَور میں تعلیمِ نسواں

عورتوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا بہت ضروری ہے۔ عورت ماں ہے اور اس کی گود بچہ کے لیے سب سے پہلی درسگاہ بنتی ہے پھر اس کی نگرانی میں بچپن کے معصوم دَور میں حاصل کی ہوئی تعلیم ذہن میں ایسی راسخ ہو جاتی ہے کہ تاحیات اس کے اثرات رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیندار گھرانوں کے بچے کیسی بھی سوسائٹی میں چلے جائیں ان میں وہ اثرات قائم رہتے ہیں اسی طرح تعلیم یافتہ والدین کے بچے نسبتاً زیادہ ہوشیار، چالاک اور ذہین ہوتے ہیں لیکن موجودہ دَور میں ہمارے بچوں کی تہذیب اور علم کا مبلغ ممّی، ڈیڈی اور پاپا تک محدود رہتا ہے کیونکہ عورت جس کو قوم کی ماں بننا ہوتا ہے، اسے یہی تربیت دی جاتی ہے اور اس کی تعلیم کے وقت ماں باپ کے پیشِ نظر مالدار شوہر اور عیاشی کی تلاش ہوتی ہے اور خود لڑکی کے سامنے شمعِ محفل بننے اور مردوں کے دوش بدوش چل کر انہیں زیرِ نگیں کرنے کا خیال ہوتا ہے۔ اندریں حالات ان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی اولادوں کو اخلاقی اور ذہنی تربیت دیں گی، عبث ہی نہیں مضحکہ خیز بھی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی اولادیں ان سے بھی بڑھ کر دین بیزار اور ملحد بنتی ہیں۔ چنانچہ ہماری موجودہ نسل اپنے بزرگوں کے مقابلے میں ہزار گنا اپنے مذہب سے دور ہے بلکہ دین سے نفرت کے اظہار کو انہوں نے فیشن کے طور پر اپنا لیا ہے جس کا احباب کی محفلوں میں فخریہ ذکر کیا جاتا ہے۔

مادہ پرست ذہنوں میں یہ بات بھی بیٹھ گئی ہے کہ لڑکیوں کے لیے زیادہ تعلیم حاصل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اگر شریکِ حیات کسی حادثہ کا شکار ہو جائے یا خدانخواستہ طلاق وغیرہ کی صورت پیش آ جائے تو اس صورت میں عورت کسی دفتر وغیرہ میں ملازمت کر کے اپنا یا اپنے بال بچوں کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیٹ پال سکے۔ حالانکہ اول تو عورت کی تعلیم کا یہ مقصد ہی غلط ہے لیکن اگر اس میں کچھ معقولیت ہو بھی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا معاشرہ تعلیم یافتہ لڑکیوں کو کس حد تک روزگار مہیا کرنے کا ضامن ہے؟ ان کی ایم اے، ڈبل ایم اے اور بسا اوقات پی۔ ایچ ڈی کے مساوی درجہ کی تعلیم ملازمت کے لیے آخر کس کام آتی ہے اور پھر گھریلو اور اولاد کی تربیت کے کٹھن بوجھ کے بعد کس میں ملازمت کی ہمت ہوتی ہے نیز کوئی اچھی نوکری بھی تو کسی خوش قسمت کو ہی حاصل ہوتی ہے ورنہ اکثر لڑکیاں بے کاری یا غلط کاری کے ہتھے ہی چڑھتی ہیں اور ان کی پڑھائی پر کثیر محنت، قیمتی وقت اور قیمتی دولت کا غذی ڈگریوں کی شکل میں فریم ہو کر کسی ڈرائنگ روم یا کمرے میں آراستہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

پھر جہاں اس تعلیم کے فائدے مفقود ہیں وہاں نقصانات بہت زیادہ ہیں مثلاً اکثر لڑکیاں اپنا بیشتر وقت پڑھائی پر صرف کرنے سے امورِ خانہ داری و سلائی وغیرہ سے عاری رہ جاتی ہیں اور انہیں اپنے گھر چلانے میں بڑی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا نتیجہ بسا اوقات طعن و تشنیع سے تجاوز کر کے طلاق و تفریق کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں پڑھائی کے دوران زیادہ محنت کرنے سے جسمانی صحت کا متاثر ہونا بھی لازمی امر ہے۔ ایک عام لڑکی اور ایک تعلیم یافتہ لڑکی کی صحت کا عمومی مقابلہ کریں۔ یہ لڑکی پہلی کے مقابلہ میں زیادہ کمزور، دبلی پتلی، زرد رُو، چہرے کے روپ اور قدرتی رونق سے عاری ہوگی۔ شادی کے بعد اسے کمزوریٔ صحت کی بنا پر گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور پھر یہ کمزوریٔ صحت اولاد کی صحت پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ کمزور مائیں کمزور اولاد کو ہی جنم دیں گی جس سے پورے معاشرہ اور پوری قوم کا متاثر ہونا لازمی ہے اور جس کے نقصانات محتاجِ بیان نہیں۔

مخلوط تعلیم

مخلوط تعلیم بلاشبہ ہمارے معاشرہ کے لیے ایک لعنت ہے۔ نئی روشنی سے متاثر بڑے بڑے ماہرینِ تعلیم خواہ اس کے کتنے ہی فائدے گنوائیں لیکن "وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا" کے مصداق اس کی ایک قباحت ہی اس کی تمام خوبیوں پر پانی پھیر دیتی ہے اور وہ ہے عورت کی عصمت، عفت اور حیا کی ارزانی ——— ہمارا مسلم معاشرہ تو ہمیں اس بات کی اجازت بھی نہیں دیتا کہ عورت ننگے سر، ننگے منہ یا بغیر پردہ کے گھر سے باہر قدم ہی رکھے کجا یہ کہ عمر کے

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دور میں جب کہ شہوانی جذبات اپنے عروج پر ہوتے ہیں، وہ نوجوان لڑکوں کے درمیان بیٹھ کر تعلیم حاصل کرے۔ ان سے بے تکلفی کے ساتھ بات چیت کرکے آزادانہ میل جول رکھے اور وہ بھی اس لئے خاتین کو ایسے ایسے حیا سوز ملبوسات زیب تن ہوں کہ ایک عابد و زاہد شب زندہ دار بھی اگر اتفاقیہ دیکھ لے تو ایک بار تو ضرور ٹھٹک کر رہ جائے۔ اندریں حالات یہ توبہ شکن قربتیں چند ہی دنوں میں جو رنگ لاتی ہیں تو بس یوں سمجھئے کہ فحاشی کے سینکڑوں نئے باب کھلتے اور رومان کے ان گنت عملی افسانے جنم لیتے ہیں جو کسی قوم کو تباہی کے مہیب غار تک پہنچانے میں شاندار خدمات انجام دیتے ہیں۔

ماہرین تعلیم مخلوط تعلیم کے جو فائدے گنواتے ہیں ان میں سب سے بڑا فائدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مخلوط تعلیم سے لڑکوں اور لڑکیوں میں مقابلہ کی فضا پیدا ہوتی ہے جو ان کے لیے بہت زیادہ محنت اور حصولِ تعلیم میں لگن کا باعث بنتی ہے۔ ایسے لوگوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ حدیث میں تو یہ آتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ماخلا رجل بامرأة الا کان الشیطان ثالثھما

کہ جب بھی کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے ——————

اور اگر ایسی درسگاہوں کے ماحول کا جائزہ لیا جائے جہاں مخلوط تعلیم رائج ہے تو ہر کونے میں نوجوان جوڑے مسکراتے اور اٹھکیلیاں کرتے دکھائی دیں گے اور اگر مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ہر جوڑے کے ساتھ ایک ایک شیطان کا تصور کر لیا جائے تو ہم نہیں سمجھتے کہ شیطان کی کاروائیاں ان کو محض "ضروری نوٹس" تیار کرانے میں مدد و معاون ہونے تک ہی محدود رہتی ہوں گی —————— ہاں ایک بات اتنی تسلیم کی جا سکتی ہے کہ اس طرح مقابلہ کی فضا پیدا ہوتی ہے۔ خواہ یہ فضا رومان لڑانے کی ہو یا بے حیائی اور ننگِ انسانیت حرکات کا مظاہرہ کرنے کی —————— تعلیم کا بہرحال ستیاناس ہو کر رہتا ہے۔

مرد اور عورت باہم جنس مخالف ہیں جن کے مسائل بھی مختلف ہیں اور شرم و حیا ایسے مسائل کو مرد اور عورت دونوں کی موجودگی میں سمجھنے سمجھانے میں مانع رہتی ہے۔ ہاں اگر شرم و حیا ہی کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالائے طاق رکھ دیا جائے تو یہ ایک الگ بات ہے لیکن ایسے ماحول کے پروردہ مردوں اور عورتوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ اپنی ازدواجی زندگی کامیاب طریقے سے گزار سکیں گے یا اپنی اولاد میں اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کر کے اور ان کو صحیح تربیت دے کر ایک صالح معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں کوئی خدمت انجام دیں گے یا قوم کا کوئی بھلا کریں گے ——— تو اس سے بڑی حماقت اور کوئی نہ ہوگی۔

اسلامی طرزِ تعلیم سرچشمۂ ہدایت و رحمت ہے

یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ ہمارا موجودہ نظامِ تعلیم ہمارے لیے مفید ہونے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوا ہے اور اس نے ہمارے مسائل میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ لہٰذا عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ ہم دوبارہ اپنے اس دینی طرزِ تعلیم کو اپنائیں جس میں نہ صرف ہمارے مسائل کا حل موجود ہے بلکہ اس کے فوائدِ عظیمہ سے آشنا ہونے کے بعد ہم زندگی کی دوڑ میں دوسری تمام قوموں پر سبقت بھی لے سکتے ہیں۔

دینی تعلیم کی اہمیت و افادیت لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ یہ انسان کو ایک اعلیٰ و ارفع مقصد عطا کرتی ہے اور یہ مقصد عبادت و رضوانِ الٰہی ہے

تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

کہ میں نے جن و انس کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج تو بذاتِ خود عبادت ہیں لیکن بہت سے کام ایسے بھی ہیں۔ جو بظاہر دنیاوی امور سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اگر ان کو خداوندِ کریم کی منشاء و رضا کے مطابق انجام دیا جائے تو وہ بھی عبادت ہی میں شمار ہوں گے۔ مثلاً رشتہ داروں سے حسنِ سلوک، والدین اور اساتذہ کی خدمت اور ان کا ادب و احترام، اولاد کی اعلیٰ تربیت، باہمی ہمدردی وغیرہ کے جذبات کے تحت زندگی بسر کرنا، ——— تجارت، ملازمت اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں حدود اللہ کا پاس رکھنا اور ان سے تجاوز نہ کرنا وغیرہ وغیرہ ——— لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان ہر شعبۂ حیات میں متعلقہ اسلامی اصول و ضوابط سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کرے۔ جو دینی تعلیم ہی کے ذریعے ممکن ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ فرمایا:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ کہ علم سیکھنا ہر مسلمان مرد و عورت کا فرض ہے۔

دینی تعلیم کے اس مقصدِ حسنہ کے پیشِ نظر یہ ضروری ہے کہ کتاب و سنت کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ انسان کا دل اس کے باعث تقوے اور خشیتِ الٰہی کی آماجگاہ بن جائے، وہ کسی سے دھوکا فریب کرتے ہوئے کسی کو جانی، مالی یا قولی تکلیف دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ڈرے، اللہ کی رضا جوئی کی خاطر اپنے اخلاق اور سیرت کی تعمیر کرے، اپنے اندر عاجزی اور فروتنی پیدا کرے، آخرت کی جواب دہی کا احساس اسے ہر گناہ سے بچائے اور اللہ تعالیٰ کے علیم و خبیر ہونے کا یقین کسی بھی غلطی کے ارتکاب کے وقت اس کا دامن تھام لے۔ اس کی ساری زندگی خلقِ محمدی، اتحاد، مساوات، باہمی ہمدردی اور اخوت سے عبارت ہو —————— وہ روحِ جہاد سے سرشار ہو کر ہر دم اللہ کے دشمنوں سے مصروفِ جہاد رہے اور اعلاءِ کلمۃ اللہ کی خاطر ہر وقت اپنے دین، وطنِ عزیز اور اپنی روایات و اقدار کی حفاظت کے لیے جان ہتھیلی پر رکھے نظر آئے۔

الغرض کتاب و سنت کی تعلیم سے انسان ان تمام قواعد و ضوابطِ دینیہ سے واقف ہو جائے گا جو خداوندِ کریم نے ہر شعبۂ حیات کے لیے وضع کیے ہیں اور یہ چیز نہ صرف اس کے تمام اعمال کا مطمحِ نظر، محض خوشنودی و رضاءِ الٰہی کو قرار دینے میں اس کی ممد و معاون ہو گی بلکہ اندریں حالات ہر قسم کی تعلیم جو وہ اس کے علاوہ بھی حاصل کرے گا، دین و دنیا میں اس کی سربلندی اور فلاح و کامرانی کا باعث ہو گی۔

رہی تعلیمِ نسواں تو اسلام نہ صرف اس کی اجازت دیتا ہے بلکہ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ کے تحت حصولِ تعلیم کو عورت کے لیے فرض قرار دیتا ہے۔ چنانچہ ازواجِ مطہرات امہات المومنینؓ بھی خواندہ تھیں۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی صحابیات، تابعیات نیز وہ محدثات و حافظات خواتین —————— جن سے محدثینِ کرام روایات اخذ کرتے تھے —————— بھی لکھنا پڑھنا جانتی تھیں حتیٰ کہ کتبِ اسماء الرجال میں (ایسی کتابیں جن میں حدیث کے راویوں کے حالاتِ زندگی پر تبصرہ ہوتا ہے) بے شمار عالم، فقیہ اور ادیب عورتوں کے حالاتِ زندگی درج ہیں اور یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ چار دانگ عالم میں اسلامی عظمت کا ڈنکا بج رہا تھا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشمنانِ اسلام ذلیل وخوار تھے۔

مخلوط تعلیم تو خیر "سمِ قاتل" ہے ہی لیکن خواتین کو مردوں سے الگ تھلگ رکھ کر بھی ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو انہیں باحیا اور پاکدامن رہنے کی تربیت دینے کے ساتھ ساتھ ماں جیسی عظیم ہستی کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے تیار کرے تاکہ اپنی عملی زندگی میں قدم رکھتے ہی وہ اپنے بچوں کو اعلیٰ اخلاقی تربیت دے سکیں۔ خدا، رسول اور فکرِ آخرت کو ان کے ذہنوں میں راسخ کریں، زمانہ کی مسموم فضاؤں سے ان کو متاثر نہ ہونے دیں اور بچوں میں روحِ جہاد پھونک کر اسلامی تاریخ میں مثالی ماؤں کا کردار ادا کریں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ ان کے لیے بھی قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر اور حدیث شریف کی تعلیم لازمی قرار دی جائے اور جب اس کے باعث ان میں ایمان کی پختگی اور کمالِ عفت پیدا ہو جائے گا تو پھر وہ خواہ کوئی سا علم بھی حاصل کریں گی ان کے لیے مضرت رساں نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ وہ اپنے نسوانی حجاب اور حیا کو ملحوظ رکھ کر مردوں کے کاموں میں گھر کی چار دیواری سے باہر نکل کر بھی اگر ان کا ہاتھ بٹائیں گی تو مطعون نہ ٹھہریں گی (بشرطیکہ ہمارا معاشرہ اس کی اجازت دے) کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیویاں سفرِ حج اور سفرِ جہاد میں ان کی شریکِ سفر ہوتیں، میدانِ جنگ میں زخمیوں کو پانی پلاتیں اور گھوڑوں کی رکھوالی کرتی تھیں لیکن ان تمام صورتوں میں اپنی نسوانیت اور شرم وحیا پر کوئی آنچ نہ آنے دیتی تھیں [1]

الغرض دینی تعلیم وتربیت کی بدولت لڑکیاں خدمتِ شوہر، تربیتِ اطفال، امورِ خانہ داری اور اپنی عفت وعصمت کی حفاظت وغیرہ جیسے ضروری اور بنیادی کاموں کو عبادت سمجھ کر سرانجام دے سکتی ہیں جس کے باعث پورا معاشرہ یکسر اصلاح کی طرف گامزن ہو سکتا ہے اور تمام گھرانے دین ودنیا کے ہر قسم کے اطمینان سے بہرہ مند ہو سکتے ہیں ـــــــ خدا کرے ہمارے تعلیمی ادارے اس شعر کی عملی تفسیر بن جائیں۔

اک مقدّس فرض کی تکمیل ہوتی ہے یہاں
قسمتِ نوعِ بشر تبدیل ہوتی ہے یہاں

---

[1] واضح رہے کہ قرونِ اولیٰ کے ادوار کے مسلم معاشرہ میں اس قدر امن وامان تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، عنقریب ایک عورت تن تنہا اپنے سر پر سونے کا تھال رکھ کر مکہ سے مدینہ کا سفر کرے گی لیکن اسے راہ میں کوئی ٹوکنے والا نہ ہوگا۔ اور صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن ہمارے معاشرہ میں تو اس کا تصور بھی محال ہے چنانچہ اسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ